خُدا کے اور اِنسان کے
بنائے ہوئے قانون میں فرق

Khuda Aur Insan Ke Banaye Howe Qanoon Mein Farq

واعظ : حضرت مولانا مفتی طارق مسعود صاحب مدظلہ

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	انبیاء کی دعوت اور غیر مسلموں کی دعوت	5
2	دوسری زندگی کا مقصد	5
3	اللہ رب العزت کی قدرت وطاقت	6
4	انسانی آنکھ کا کیمرہ	6
5	انسان کے بننے کا عمل بالکل پودے جیسا ہے	7
6	ایک چیز سے کئی کام	7
7	انسان فطرت سے ہٹتا ہے تو برباد ہو جاتا ہے	8
8	عورتوں کے بال کٹوانے کا فیشن	8
9	دو دفعہ زندگی اور دو دفعہ موت	8
10	دو دفعہ موت کیسے؟	9
11	دو دفعہ زندگی کیسے؟	9
12	دوبارہ زندہ کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے	9
13	ڈارون کا نظریہ	9
14	نظریۂ ڈارون کی تردید	9
15	یہ کیسا اتفاق ہے؟!	10
16	یہ عجیب چیتا ہے!	10
17	اللہ کو درمیان میں نہیں لاتا	11
18	خدا کو ماننے پر جنم لینے والے سوالات	11
19	قادیانیوں کو منہ توڑ جواب	11
20	کباب میں ہڈی کون؟	12
21	ترکی کی مثال	12
22	ہمارے معاشرے کی حالت	12

23	خاندانی منصوبہ بندی کا نقصان	13
24	بیوہ اور یتیموں کے ساتھ معاشرے کا رویہ	13
25	اسلاف کا طرز عمل	13
26	چھوڑو یہ فضول باتیں	14
27	اپنے خاندان سے مثال	14
28	بیٹیوں کا ریشو کیوں بڑھتا ہے؟	15
29	بالآخر مولوی کی طرف رجوع	15
30	اتنے مرد کہاں سے لائیں؟	15
31	باپ بیٹی کی عزت کا محافظ ہے	16
32	بیٹی کی ذمہ داری باپ پر ہے	16
33	تمھارا بیڑا غرق ہو رہا ہے	16
34	یتیم کی کفالت کا اجر	17
35	ساری ٹینشنیں عبادت ہیں	17
36	انبیاء کو شادی کی وجہ سے پریشانیاں	18
37	رہبانیت اللہ کو پسند نہیں	18
38	دوسری شادی کا رواج ڈالیں	18
39	یہ ہے ہمارا معاشرہ	18
40	ایک مولوی صاحب کا واقعہ	19
41	دیور کی ذمہ داری	19
42	بیگم! یہ نہیں ہوسکتا	20
43	معاشرے میں یہ رواج ڈالو	20
44	مردوں میں موت کا ریشو عورتوں سے زیادہ	20
45	مولوی لیس ملک	20
46	ڈر کا ماحول	21
47	سود کا مسئلہ	21

48	قبضے کا مطلب	21
49	نقصان انویسٹر کا ہوگا	22
50	اللہ کا قانون غریبوں کے لیے	22
51	سود کھانے والے کی معاشرے میں حالت	22
52	پبلک اور میڈیا کی چالیں	23
53	مقصد، اللہ کے وجود کی نفی	23
54	خوش قسمت انسان	24
55	روزِ قیامت منکرین کی حسرتیں	24
56	خوش قسمت شخص	25

الحمد للہ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم . أما بعد! فأعوذ باللہ من الشیطان الرجیم . بسم اللہ الرحمٰن الرحیم .

زَعَمَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَن لَّن يُبۡعَثُواْۚ قُلۡ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبۡعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلۡتُمۡۚ وَذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٞ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنزَلْنَاۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ.[1]

پچھلے درس میں یہ بیان ہوا کہ پچھلی امتوں کی گمراہی کی وجہ یہ تھی کہ وہ پیغمبروں کو کہا کرتے تھے کہ یہ تو ہماری طرح کے انسان ہیں تو ہم اپنے جیسے انسانوں کی اتباع کیوں کریں؟ جو ہماری طرح کھاتے ہیں اور ہماری طرح پیتے ہیں۔ یہ حسد ہے کہ انسان اپنے جیسے کسی شخص کو آسانی سے بڑا ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

انبیاء کی دعوت اور غیر مسلموں کی دعوت: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زَعَمَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَن لَّن يُبۡعَثُوا۔ انبیاء کی جو بنیادی دعوت ہے وہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد حساب وکتاب ہوگا اور غیر مسلم کی دعوت یہ ہے کہ مرنے بعد حساب وکتاب نہیں ہوگا، کچھ نہیں ہوگا، موت ہر چیز کو ختم کر دیتی ہے۔ فرمایا: زَعَمَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓاْ أَن لَّن يُبۡعَثُوا: کافر لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ وہ ہر گز نہیں اٹھائے جائیں گے، دوبارہ زندگی ہر گز نہیں ہے۔ قُلۡ بَلَىٰ وَرَبِّي: کہہ دیجیے: کیوں نہیں! میرے رب کی قسم! لَتُبۡعَثُنَّ: تمہیں ضرور دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلۡتُمۡ: جو اعمال تم نے کیے، ان سے تمہیں ضرور باخبر کیا جائے گا۔ تمہیں اس کی خبر دی جائے گی کہ تم نے ماضی میں کیا کچھ کیا ہے؟

دوسری زندگی کا مقصد: اس آیت میں دوبارہ اٹھائے جانے کا مقصد بیان کر دیا۔ تمہیں دوبارہ زندگی ملے گی، کیوں ملے گی؟ ابھی تو ملی ہے امتحان کے لیے، دوبارہ ملے گی رزلٹ دینے کے لیے۔ رزلٹ کا اعلان سننے کے لیے بھی تو کان ہونے چاہییں۔ جب مر جائیں گے پھر تو سب کچھ ختم۔ مردے کے پاس آپ باتیں کریں، اس کو آپ خبر سنائیں، وہ تو بے چارہ پڑا ہوا ہے، اسے تو نہ کچھ سمجھ میں آرہا ہے، نہ کچھ بول سکتا ہے۔ مرنے کے بعد تو برزخ کی زندگی ہے اور وہ ایسی نہیں ہوتی جیسی ہماری دنیا میں ہے۔ قیامت کے دن جو زندگی ملے گی وہ روح کو جسم میں دوبارہ لوٹایا جائے گا، جسم کے پوروں پوروں کو جمع کیا جائے گا۔ فرمایا: بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰٓ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ[2]: ہم اس پر بھی قدرت رکھتے ہیں کہ تمہاری انگلیوں کو اور پوروں کو دوبارہ برابر کریں۔ ابھی آپ انگوٹھا لگاتے ہیں، جو نشان آتا ہے وہ نشان دنیا میں کسی کا نہیں ہے، صرف آپ کا ہے، پوری دنیا میں آپ انگوٹھے کے

1:التغابن:8-7
2:القیمۃ:4

ذریعے ٹریس ہو سکتے ہیں۔

اللہ رب العزت کی قدرت وطاقت: اللہ فرماتے ہیں کہ جب مروگے تو قبر میں انگوٹھا بھی تحلیل ہو جاتا ہے، کھال بھی گئی، نشانات تو بہت دور کی بات ہے، لیکن جب دوبارہ زندگی ملے گی تو انگوٹھوں کے انگلیوں کے پورے ایسے ہی ہوں گے جیسے ابھی ہیں۔ہم تمہیں اتنا برابر کر کے چھوڑیں گے ۔ مقصد کیا ہوگا؟ اپنی طاقت کا اظہار؟ اپنی قوت کا اظہار؟ نہیں! طاقت، قدرت اور اپنے کمال کا اظہار اللہ نے انسان کو پہلی مرتبہ پیدا کر کے دکھادیا۔بتادیا کہ میں کتنا طاقتور ہوں! پانی سے بنا کر دکھادیا کہ میں کیا کچھ کر سکتا ہوں! پانی سے آنکھ بھی بنا سکتا ہوں، پانی سے ناک بھی بنا سکتا ہوں، کان بھی بنا سکتا ہوں، زبان بھی بنا سکتا ہوں، دماغ بھی بنا سکتا ہوں۔جسم کا ہر عضو اپنا کام کر رہا ہے اور بڑے بہترین طریقے سے کر رہا ہے۔زبان کو دیکھ لو! گوشت کا لوتھڑا ہے اور چکھنے کا کام دیتی ہے۔یہ بھی گوشت ہے اور ناک بھی گوشت ہے، مگر دونوں کے کام میں فرق ہے۔ہاتھ بھی گوشت ہے، ہاتھ پر کچھ رکھیں، یہ تو پتا چلے گا کہ ٹھنڈا ہے یا گرم؟ لیکن یہ نہیں پتا چلے گا کہ میٹھا ہے یا پھیکا ہے؟ مرچوں والا ہے یا نمکین ہے؟ ترش ہے یا کیا ہے؟ یہ نہیں پتا چلے گا۔زبان پر ذرا سا ٹچ (touch) کریں، زبان فوراً بتائے گی کہ یہ میٹھا ہے، پھیکا ہے، کھٹا ہے، کڑوا ہے، کیا ہے؟ پھر زبان میں بھی مختلف جگہیں مختلف چیزیں بتاتی ہیں۔

انسانی آنکھ کا کیمرہ: ہماری جو آنکھ ہے، اس میں کروڑوں لینس لگے ہوئے ہیں اور ان لینسز کے پیچھے اربوں تاریں ہیں، جیسے ایک ویڈیو کیمرہ ہوتا ہے۔ ہماری آنکھ 360 میگا پکسل (megapixel) ہے۔ہزاروں سال کی محنت کے بعد انسان یہاں پہنچا ہے کہ ڈیجیٹل کیمرہ ایجاد کیا ہے۔جس دن آدمؑ دنیا میں آئے، اسی دن انسان نے ترقی کرنا شروع کی ہے اور ترقی کرتے کرتے ہزاروں سال گزر گئے، اب جا کے ڈیجیٹل کیمرہ بنا سکا ہے اور وہ بھی اچھے سے اچھے موبائل میں 20 megapixel ہوتا ہے جس پر انسان بہت خوش ہوتا ہے اور 360 megapixel انسان کی آنکھ ہے، جو دیکھتی ہے۔انسان کی آنکھ میں ایک کمال ایسا ہے جو عام ویڈیو کیمرے میں نہیں ہے۔عام ویڈیو کیمرے کی صرف ایک آنکھ ہوتی ہے، اس لیے اس کو ایڈجسٹ کیا جا سکتا ہے۔لیکن انسان کے اندر دو کیمرے ہوتے ہیں اور ان دو کیمروں کی پتلیوں کے درمیان کا جو فاصلہ ہے، وہ اتنا کمال کا ہے کہ جب یہ کسی پر پڑیں تو جو شعاعیں نکل کر جارہی ہیں، وہ بالکل برابر ہوتی ہیں۔ تبھی ان پتلیوں کا فاصلہ کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔جب سے بچہ پیدا ہوتا ہے تب سے بڑھاپے تک آنکھوں کے درمیان ملی میٹر کا فاصلہ بھی تبدیل نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ انسان آنکھوں کی پُتلیوں سے بھی ٹریس ہوتا ہے۔اب ایسے آلات آرہے ہیں کہ وہ آپ کی دونوں پتلیوں کے

فاصلے کوناپ لیتے ہیں۔ آنکھوں کے درمیان کا فاصلہ ذرا سا بھی اِدھر اُدھر ہو گیا تو انسان بھینگا ہو جاتا ہے۔ اسے ایک کے دو، دو کے چار، چار کے آٹھ نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں، کیوں کہ ایک کی جو لائن نکل رہی ہے وہ "ستار بھائی" پر پڑ رہی ہے اور دوسری والی "غفار بھائی" پر جا کر پڑ رہی ہے۔ تو اسے سمجھ میں نہیں آرہا کہ کون صاحب ہیں؟ کبھی "ستار بھائی" دو دفعہ نظر آئیں گے، "کبھی غفار بھائی" چار دفعہ نظر آئیں گے۔

انسان کے بننے کا عمل بالکل پودے جیسا ہے: تو اللہ نے پانی کے اندر سافٹ ویئر ز انسٹال کر دیے ہیں کہ جب یہ ماں کے رحم میں جائیں گے، انہیں خون ملے گا تو ان میں آنکھ بھی پیدا ہو گی، کان بھی، ناک بھی اور یہ ساری چیزیں روٹی سے بنیں گی۔ واللہ أنبتکم من الأرض نباتا[3]: اللہ نے انسان کے لیے اُگنے کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ آیت خود صداقت کی دلیل ہے۔ سائنس دان کہتے ہیں کہ انسان کے بننے کا عمل بالکل ویسا ہے جیسا بیج سے پودا بننے کا ہوتا ہے۔ اُگنے کا لفظ درخت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، لیکن اللہ نے انسان کے لیے اُگنے کا لفظ استعمال کیا۔ تو انسان کے بننے کا عمل بالکل پودے جیسا ہے کہ آنکھ اُگتی ہے اور کان اُگتے ہیں آہستہ آہستہ۔ ایسا نہیں ہوتا کہ بچہ پورا بن گیا، پھر بعد میں الگ سے اس کے پُرزے لا کر لگا رہے ہیں، بلکہ باقاعدہ ہر چیز کی نشو و نما ہو گی۔ کان چھوٹے چھوٹے ہوں گے، پھر اُگنا شروع ہوں گے، آنکھ کے پہلے چھوٹے چھوٹے نقطے ہوں گے، پھر آہستہ آہستہ بڑے ہوتے جائیں گے اور یہ سب روٹی سے بن رہا ہے۔ اگرچہ ڈاکٹر اس کو نہیں مانتے، وہ اس کے ساتھ اور بھی چیزیں ملاتے ہیں۔ لیکن اللہ نے روٹی میں سب کچھ رکھ دیا۔ روٹی سے بچے کی آنکھ، بچے کے کان، بچے کی ناک، بچے کی پلکیں بن رہی ہیں۔ پھر اس پانی کو کیسے پتا چل گیا کہ آنکھ کے اوپر پلکوں کا نکلنا ضروری ہے؟ ورنہ حسن و جمال ختم ہو جائے گا۔

ایک چیز سے کئی کام: یہ جو پلکیں ہیں، یہ صرف حسن و جمال کے لیے نہیں ہیں۔ قدرت ایک ایک چیز سے کئی کام لیتی ہے۔ ایک تو پلکوں سے خوبصورتی اور اگر کالی ہوں تو اور زیادہ خوبصورتی، اس لیے اللہ نے پلکیں بنائیں اور وہ بھی کالی بنائیں اور یہ صرف خوبصورتی کے لیے نہیں ہیں، بلکہ ہماری پلکیں روشنی کو جذب کر لیتی ہیں، یہ روشنی کو آنکھوں میں جانے نہیں دیتیں۔ جن لوگوں کی پلکیں نہ ہوں یا جن کی پلکیں سفید ہوں، وہ زیادہ دیر آنکھ نہیں کھول سکتے۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ بعض لوگوں کو بیماری ہوتی ہے کہ پورا جسم سفید ہو جاتا ہے (برص کی بیماری) ان کی آنکھیں پھر چُندھیاتی ہیں اور وہ بار بار پلکیں جھپکا کر بات کرتے ہیں، ان سے آنکھیں کھولی نہیں جاتیں، کیوں کہ سفید رنگ روشنی کو جذب نہیں کرتا تو وہ ساری روشنی آنکھوں میں چلی

3:نوح:17

جاتی ہے۔ اللہ نے بَھنویں بنائیں۔ اسی طرح اللہ تعالی نے مرد کو ڈاڑھی دی، اس میں حسن و جمال رکھا۔ وہ الگ بات ہے کہ مرد ڈاڑھی نہ رکھے، لیکن اللہ نے ڈاڑھی پیدا کی حسن و جمال کے لیے۔ عورتوں کو اللہ نے سر کے بال لمبے دیے۔ یہ ساری انسٹالیشن پانی میں ہو رہی ہے۔

انسان فطرت سے ہٹتا ہے تو برباد ہو جاتا ہے: پہلے سے سافٹ ویئر انسٹال کر دیے کہ عورتوں کے لمبے بال اور مردوں کے چھوٹے بال رکھ دیے، کیوں کہ اللہ نے عورت کے بالوں میں حُسن رکھا ہے۔ اب انگریز نے فطرت تبدیل کر دی تو الگ بات ہے۔ انگریز تو ہر چیز اُلٹی کرے گا۔ یاد رکھو! انسان فطرت سے ہٹتا ہے تو برباد ہو جاتا ہے۔ اللہ نے عورت کے بالوں میں زینت رکھی ہے اور آج کل عورتیں بال کٹوا رہی ہیں۔ پتا نہیں ان کو اس میں کیا اچھا لگ رہا ہے؟ بس ایڈوانس بننے کے لیے کہ لوگ ہمیں ایڈوانس سمجھیں، چاہے ہم حسین لگیں یا نہ لگیں۔

عورتوں کے بال کٹوانے کا فیشن: پہلے زمانے کے جو شعراء تھے وہ خواتین کی زلفوں کی تعریفیں کیا کرتے تھے۔ اشعار میں زلفوں کو گھنی چھاؤں اور کالی گھٹاؤں سے تعبیر کیا جاتا تھا۔ آج کے زمانے میں اگر پرانے والے شاعر آ جائیں تو کہیں گے: ٹِنڈ کی حسیں دھوپ۔ جب بال ہی نہیں ہیں تو یہی کہیں گے۔ کالی گھٹاؤں سے اس وقت ہی تعبیر کیا جائے گا جب زلفیں ہوں۔ تو بھائی! یہ جو ہماری عورتوں کے اندر بال کٹوانے کا فیشن آگیا ہے، اس پر لعنت بھیجو، یہ غلط ہے۔ البتہ عورتوں کے لیے بالوں کی نوکیں کاٹنا جائز ہیں، اس نیت سے کہ وہ صحت مند رہیں۔ اس کے علاوہ فیشن کے لیے بال کٹوانا جائز نہیں ہے۔ تو اللہ نے یہ تمام چیزیں پانی میں ڈھالی ہیں۔

دو دفعہ زندگی اور دو دفعہ موت: اللہ نے انسان کو جو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور کائنات کو بنایا، وہ حساب و کتاب کے لیے نہیں ہے، بلکہ اپنے آپ کو سمجھانے کے لیے کہ میں تمہیں سمجھ میں آ جاؤں، میں کیا ہوں؟ میری نافرمانی چھوڑ دو۔ دوسری دفعہ بھی اللہ پیدا کریں گے۔ اللہ فرماتے ہیں: کافر کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہو گیا، دوسری دفعہ نہیں۔ ہندو کہتے ہیں: ایک دفعہ ہو گیا، چھ دفعہ اور ہوں گے۔ (ان کے ہاں سات جنم ہوتے ہیں) اور وہ اپنی مرضی سے ہوں گے، لیکن اللہ تعالی فرماتے ہیں: تمہاری پیدائش صرف دو دفعہ ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: قَالُوۡا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثۡنَتَیۡنِ وَ اَحۡیَیۡتَنَا اثۡنَتَیۡنِ[4]: اہل جہنم جب جہنم کی آگ میں جلیں گے تو کہیں گے: اے رب! تو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ زندگی دی۔ فَاعۡتَرَفۡنَا بِذُنُوۡبِنَا: اب ہمیں سمجھ میں آ گیا کہ

4: المؤمن: 11

توسب کچھ کر سکتا ہے۔ تُو موت بھی دے سکتا ہے اور زندگی بھی دے سکتا ہے۔

دو دفعہ موت کیسے؟: سوال پیدا ہوتا ہے کہ دو دفعہ موت کیسے؟ ایک دفعہ تو پیدائش سے پہلے جو انسان کا زمانہ ہے، وہ بھی موت ہی ہے، انسان بے جان مٹی تھا۔ دوسری دفعہ جب قبر میں جائیں گے۔

دو دفعہ زندگی کیسے؟: دو دفعہ زندگی کیسے؟ ایک تو یہ زندگی ہے اور ایک اس قبر والی زندگی کے بعد ہو گی۔

توکافر کہیں گے: دو دفعہ جی کر بھی دیکھ لیا اور دو دفعہ مر کر بھی دیکھ لیا۔ جبکہ اللہ نے دنیا میں یہ کہا: دو دفعہ موت دکھائی تمہیں اور ایک دفعہ زندگی دکھائی۔ یہ قدرت اس لیے دکھائی کہ اگلی دفعہ میرے کہنے سے یقین کر لو کہ اگلی دفعہ بھی میں ہی پیدا کروں گا۔

دوبارہ زندہ کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے: یہ بیان کیا جارہا ہے کہ غیر مسلم کہتا ہے: دوبارہ زندگی نہیں ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: قُلۡ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبۡعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلۡتُمۡۚ: اے نبی! ان سے کہہ دیجیے: میرے رب کی قسم! ضرور بالضرور تم اٹھائے جاؤ گے اور ضرور بالضرور جو کچھ تم نے کیا ہے، تمہیں اس سے باخبر کیا جائے گا۔ وَذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٞ: یہ کام اللہ پر بہت آسان ہے۔ کیوں کہ سوال یہی پیدا ہو گا کہ یہ کیسے ہو گا؟ ہڈیاں گل سڑ کر ختم ہو جائیں گی، مردے میں تو کچھ ملتا ہی نہیں ہے۔ بعض کہتے ہیں: جانور کھا جاتے ہیں، بعض کہتے ہیں: یہ ہوتا ہے، وہ ہوتا ہے۔ تو اللہ نے بتا دیا کہ یہ اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔

ڈارون کا نظریہ: اللہ نے ایک اور جگہ فرمایا: هو الذی يبدؤ الخلق ثم يعيده[5]: پہلی دفعہ بھی اسی نے پیدا کیا اور فرمایا: کسی چیز کو پہلی دفعہ بنانا مشکل ہوتا ہے اور دوسری دفعہ بنانا آسان ہوتا ہے۔ پہلی دفعہ بنانے کے تو سب قائل ہیں، سوائے ڈارون کے، وہ کہتا تھا: پہلی دفعہ بھی خود بنے ہیں۔ ڈارون کا نظریہ بہت مقبول ہوا تھا کہ اتفاق سے ایسا ہوا ہے اور ہمارے نصاب میں ابھی تک یہی پڑھایا جارہا ہے، لیکن وہاں کی یونیورسٹیوں نے اس نظریے کو نکال کر کچرے میں پھینک دیا اور ہماری بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں وہ ابھی تک پڑھایا جارہا ہے، جو وہاں کی یونیورسٹیوں نے نکال کر پھینک دیا۔

نظریہ ڈارون کی تردید: یہ جو ڈارون کا نظریہ ہے کہ سب کچھ خود سے بنا ہے، یہ سائنس دانوں نے سو فیصد مسترد کر

5: الروم: 27

دیا، کیوں کہ اس پر اتنے اشکالات ہوتے ہیں جن کا کسی کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ یہ جو ڈارون تھا، یہ یہودی تھا، پھر دہریہ ہو گیا تھا۔ اس کا نظریہ یہ تھا کہ جتنی بھی چیزیں ہیں سب خود سے وجود میں آ گئی ہیں۔

یہ کیسا اتفاق ہے؟: کہتے ہیں: جب یہ ڈارون مور کو دیکھتا تھا کہ مور پَر پھیلا کر کھڑا ہے تو یہ اپنے نظریے پر پریشان ہوتا تھا کہ اتنی خوبصورت چیز اتفاق سے کیسے وجود میں آ گئی؟ عجیب بات ہے کہ مور اپنے پَر پھیلاتا ہے، کوئی اور پرندہ اس طرح نہیں پھیلاتا، کیوں کہ اس کے پَر بہت خوبصورت ہیں۔ یہ کیسا اتفاق ہے کہ اتفاق سے اس کے پَر بھی بن گئے؟ اتفاق سے اس میں رنگ بھی بھر گئے، اتفاق سے اس جانور کو جانور ہونے کے باوجود یہ احساس بھی ہو گیا اور وہ اپنے پَروں کو پھیلا کر دنیا کو دکھا بھی رہا ہے۔ یہ مور اپنے پَروں کو نہیں دکھارہا، بلکہ اللہ مور کو حکم دے رہا ہے کہ تُو پَر پھیلا اور میری قدرت کو لوگوں کے سامنے دکھا۔ موروں میں اتنی عقل نہیں ہے۔ جو بدبخت ہو گا، بے عقل ہو گا، وہ اسے مور کی ذہانت سمجھے گا اور جو عقل مند ہو گا وہ کہے گا کہ یہ مور کی ذہانت نہیں ہے، بلکہ یہ بنانے والے کا کمال ہے جس نے مور کو خوبصورت پَر دیے اور پھر اس کے چھوٹے سے دماغ میں یہ سافٹ وئیر انسٹال کر دیا کہ اس کو یہ بتادیا: تونے ناچ دکھانا ہے اور لوگوں کے سامنے اپنے پَروں کی نمائش کرنی ہے۔

یہ عجیب چیتا ہے!: عبدالماجد دریاآبادیؒ ہندوستان کے بڑے عالم گزرے ہیں۔ انہوں نے ڈارون کے نظریے کو رد کیا ہے۔ انہوں نے لکھا: ڈارون یہ کہتا تھا کہ چیتے کی کھال پر جو لکیریں ہوتی ہیں (چیتا جب چلتا ہے تو اس کی چال بڑی خوبصورت ہوتی ہے اور اس کی کھال پر جو لکیریں ہیں وہ اس کی اس چال پر اچھی لگتی ہیں) وہ خود سے کیسے بن سکتی ہیں؟ یہ تو اتفاق سے نہیں ہو سکتا تو اس نے ایک فلسفہ گھڑا۔ اس نے کہا: چیتا ایسی جگہ پر بیٹھتا ہو گا جہاں دھوپ لگے اور درخت بھی ہوں تو دھوپ چھن کر آ رہی ہو گی، جہاں دھوپ مسلسل لگتی گئی وہ جگہ تھوڑی ڈارک ہو گئی اور جہاں دھوپ نہیں لگی وہ جگہ سفید ہو گئی اور پھر یہ چیز اس کی جنس میں چلی گئی، پھر اولاد بھی ویسی ہی ہوئی۔ انہوں نے فرمایا: یہ عجیب چیتا ہے کہ یہ اور اس کی نسلیں ہزاروں سال سے ایک ہی زاویے سے ایک ہی درخت کے نیچے آ کے بیٹھی ہیں! کیوں کہ جنس تو صدیوں میں تبدیل ہوتی ہے۔ جیسے: ساؤتھ افریقہ کے لوگ ہزاروں سال سے یہاں آباد ہیں، ہزاروں سال بعد جا کر اتنے کالے ہوئے کہ ان کی نسل ہی کالی ہو گئی۔ اگر کوئی گورا ساؤتھ افریقہ میں جائے تو بیس تیس (30,20) سال تک اس کی نسلیں گوری ہی رہیں گی، اتنی جلدی کالی نہیں ہوں گی، بہت صدیاں لگتی ہیں، وہ بھی اگر مسلسل ساؤتھ افریقہ میں ہی رہے۔ تو یہ کیسا چیتا ہے جو ایک ہی درخت کے نیچے ایک ہی انداز میں صدیوں سے بیٹھتا چلا آ رہا ہے! دنیا پرست لوگ چونکہ اللہ کو نہیں مانتے، انہوں نے تو اللہ کو نہ ماننے کی قسم اٹھائی ہے، لہذا

ان کو کوئی نہ کوئی تاویل کرنی پڑتی ہے، کچھ نہ کچھ گھماناپڑتا ہے۔

اللہ کو درمیان میں نہیں لانا: یہ بالکل ایساہی ہے جیسے ہم سے بچپن میں سوال پوچھا جاتا تھا کہ مرغی پہلے پیدا ہوئی ہے یا انڈا؟ اگرانڈا پیدا ہوا ہے تو بغیر مرغی کے کہاں سے آیا؟ اگر مرغی پیدا ہوئی تو انڈے کے بغیر چوزہ کیسے نکلا؟ اس کا اصل جواب یہ ہے کہ اللہ نے اپنی قدرت سے کسی ایک چیز کو پہلے بنادیا، لیکن اللہ کو درمیان میں لانا نہیں ہے، کیوں کہ اللہ کو درمیان میں لانے سے سارے مسائل کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ جو دنیا اتنا اللہ کو اتنا مانتی ہے،اس کو نکالو زندگی سے۔

خدا کو ماننے پر جنم لینے والے سوالات: خدا کو مانتے تو بہت سارے سوالات کھڑے ہوتے، ان کے جوابات دینے پڑتے، کیوں کہ اگر اللہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پھر اس نے بنایا کیوں؟ والدین اور اولاد کے کوئی حقوق ہوتے ہیں، حکومت اور رعایا کے ہوتے ہیں تو خدا اور مخلوق کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟ کیا تعلق ہے؟ کچھ احکامات ہیں یا نہیں ہیں؟ اور جس طرح حکومت کے سفیر ہوتے ہیں، جو جگہ جگہ جا کر احکامات بتاتے ہیں تو کیا اللہ کے بھی کوئی سفیر ہیں دنیا میں؟ جو اللہ کے احکام لے کر آتے ہیں۔ (چاہے فرشتے ہوں یا انسان) اس کے لیے پھر پیغمبروں کو ماننا پڑے گا، ورنہ یہ کیسا اللہ ہے! جس نے مخلوق کو بنایا، انسانوں کو بنایا اور اپنے بارے میں کچھ بھی نہیں بتایا۔ اگر پیغمبروں پر ایمان لے آئیں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ لاکھوں پیغمبر تو دنیا سے جا چکے ہیں، ان کی تعلیمات ختم ہو گئیں، کون سے پیغمبر ہیں جن کی تعلیمات آج تک جاری ہیں؟ اور وہ محمد ﷺ ہیں۔ پھر اگر محمد ﷺ کو مان لیا تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ محمد ﷺ تو دنیا سے چلے گئے، محمد ﷺ جو پیغامات لائے تھے ان پیغامات کو جاننے والا کون ہے؟ وہ علماء اور مولوی لوگ ہیں۔ اگر اللہ کو مانا تو مولوی درمیان میں آجائے گا۔ پھر مولوی صاحب کو اگر مان لیا تو مولویوں کی بہت سی قسمیں ہیں: صحیح مولوی، غلط مولوی؛ ایک نمبر، دو نمبر۔ دو نمبر اگر ہیں بھی تو ایک نمبر کو تو ماننا پڑے گا، ورنہ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اللہ نے پیغمبروں کو پیدا تو کیا، مگر سارے علماء ختم کر کے ان کی تعلیمات ختم کر دیں۔ یہ تو اللہ پر الزام آئے گا کہ یہ کیسا خدا ہے! جس نے حجت تام کرنے کے لیے لوگوں کے پاس صحیح لوگ دنیا میں رکھے ہی نہیں، نہ کوئی نیا پیغمبر لا رہے ہیں اور نہ پیغمبر کے وارث کو لا رہے ہیں۔ پہلے تو ایسا تھا کہ ایک پیغمبر کی تعلیم نہیں چلتی تھی تو دوسرے پیغمبر آجاتے تھے۔ اب پیغمبروں نے تو نہیں آنا، اگر آنا ہے تو بتاؤ کون سے ہیں؟

قادیانیوں کو منہ توڑ جواب: قادیانی جو کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کے بعد بھی نبی آسکتے ہیں تو ان کو دو اور دو چار کی طرح جواب دے دیا کریں کہ اگر آسکتے ہیں تو 1400 سال میں صرف ایک کیوں آیا؟ (غلام احمد قادیانی) اور پھر اس کے بعد

مزید کتنے آئیں گے؟ قادیانی زہر کا پیالہ پی لے گا، لیکن اس کا جواب نہیں دے گا۔ وہ اسی پر بحث کرتے ہیں کہ آپ ﷺ آخری نبی نہیں ہیں۔ (نقلِ کفر، کفر نہ باشد) تھوڑی دیر کے لیے اگر مان بھی لیں کہ آپ ﷺ آخری نبی نہیں ہیں، اس کا مطلب آپ ﷺ کے بعد بھی پیغمبروں کا سلسلہ ہے تو 1400 سال میں صرف ایک آیا اور اگر یہ بھی فرض کر لیتے ہیں کہ ایک آیا ہے تو مزید کتنے آئیں گے؟ یہاں آکر وہ پاگل ہو جاتے ہیں، جواب ہی نہیں دے سکتے۔ تو یہ کیا بات ہوئی کہ ختم نبوت کا انکار صرف ایک بدبخت کو نبی ماننے کے لیے ہے اور وہ بھی ایسا نبی جس کی خلافتیں برطانیہ کے زیرِ سایہ چل رہی ہیں، جو اسلام کے دشمن ہیں۔

کباب میں ہڈی کون؟: بہر حال آپ ﷺ کو ماننا پڑے گا، ختمِ نبوت کو ماننا پڑے گا اور ختمِ نبوت کی وجہ سے علماء کو انبیاء کا وارث ماننا پڑے گا۔ عقیدہ ختمِ نبوت کی وجہ سے علماء اس امت کے جانشین قرار پاتے ہیں، کیوں کہ اب نبی نہیں آئیں گے تو علماء ہی ہیں جو انبیاء کا کام کریں گے۔ پھر بات گھوم پھر کر مولوی پر آجائے گی۔ جب مولویوں پر بات آئے گی تو پھر آگے خطرناک باتیں شروع ہو جائیں گی۔ مثلاً: عورت کا پردہ ہے، زنا حرام ہے، بد نظری غلط ہے، مردوں اور عورتوں کا ایک ساتھ اٹھنا بیٹھنا، بے تکلفی اور گپ شپ حرام ہے۔ میرے پاس کسی کا میسیج آیا کہ میرا منگیتر مجھ پر دباؤ ڈالتا ہے۔ میں اس سے بات کر لوں؟ میں نے کہا: ناجائز ہے، نہ کریں بات۔ تو کباب میں ہڈی کون ہے؟...... مولوی۔

ترکی کی مثال: اسی لیے ترکی میں سب سے پہلے مصطفی کمال اتاترک نے جب ترکی کو سیکولر اسٹیٹ بنایا تو سارے علماء کو جمع کیا کہ حج پر بھیج رہا ہوں اور تمام علماء کو سمندر میں لے جا کر غرق کر دیا۔ اب آج ترکی میں جو ننگا پن ہے، دنیا دیکھتی ہے ......اس لیے کہ مولوی نکال دیے۔ ترکی کی عورت ایسی تھی کہ اس کا ناخن دیکھنا بھی کسی نامحرم کے لیے ناممکن تھا۔ ایسا پردہ تھا ترک عورتوں کا! جس طرح پٹھانوں میں پردہ اور غیرت مشہور ہے اسی طرح ترکوں میں پردہ تھا۔ ایسی عورت کہ اس کا ناخن دیکھنے کی بڑی بھاری قیمت ہوتی تھی۔ شادی ہوتی تھی تو بیوی بنانے کے لیے بہت بھاری بھرکم مہر دینا پڑتا تھا۔ اب حالت ایسی ہو گئی ہے کہ ایک ایک عورت سے سو سو آدمی زنا کرتے ہیں۔ عورت کو بکاؤ مال بنا دیا۔

ہمارے معاشرے کی حالت: ہمارے ہاں بھی یہی ہو رہا ہے۔ میرے پاس کل ایک خاتون کا فون آیا۔ خدا کی قسم! میرا دل چاہ رہا تھا کہ فون اٹھا کر دیوار پر مار دوں اس معاشرے کو دیکھ کر۔ وہ کہہ رہی تھی کہ میرا شوہر 32 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے مر گیا۔ اچانک انتقال ہوا۔ میرے تین چار بچے ہیں۔ جس شوہر کی عمر 32 سال ہو، اس کی بیوی کی عمر زیادہ سے زیادہ

30,28 سال ہو گی۔ میرے دیوروں نے بچے رکھنے سے انکار کر دیا، کیوں کہ سب شادی شدہ ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے اپنے بچے ہیں، ہم کیوں رکھیں؟

خاندانی منصوبہ بندی کا نقصان: یہ جو خاندانی منصوبہ بندی والے بکواس کرتے ہیں کہ "بچے دو ہی اچھے"، اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ آدمی کہتا ہے کہ جب میرے اپنے بچے دو سے زیادہ اچھے نہیں ہیں تو میں اپنے بھائی کے بچے کیوں پالوں؟ کیوں کہ میڈیا نے بچے تو عذاب بنا کے پیش کر دیے۔ میں نے اسکولوں کا نصاب بھی پڑھا ہے، یونیورسٹیوں کا نصاب بھی پڑھا ہے، اس میں لکھا ہے کہ بچوں کی کثرت غربت میں اضافے کا ذریعہ ہے۔ ان بدبختوں کو یہ نہیں پتا کہ اس سے اخلاقی طور پر معاشرہ کتنا خراب ہو رہا ہے! انسان جب اپنی اولاد کو پالنے کے لیے تیار نہیں ہوگا تو کسی یتیم کا سہارا بننا اس کے لیے محال ہے۔ وہ کہے گا کہ میں نے اپنے دو کے بعد بند کرادیے، میں بہن کے تین چار بچے کیوں پالوں؟ یہ تو میرا رزق کھائیں گے، میرے لیے عذاب بنیں گے۔ یہ میں ہوائی باتیں نہیں کر رہا، بلکہ یہ مشاہدہ ہے۔

بیوہ اور یتیموں کے ساتھ معاشرے کا رویہ: اس عورت کے دیوروں نے بچے رکھنے سے انکار کر دیا کہ ہم اپنے بیوی بچوں کے ساتھ خوش ہیں۔ ہم یہ ٹینشن نہیں پال سکتے، کیوں کہ فیملی پلاننگ والوں نے، جیو نے، ایکسپریس نے، یہ جتنے ٹی وی چینل والے ہیں، جتنے اخبار ہیں، جتنے یونیورسٹیوں میں پڑھانے والے پروفیسر ہیں، سب یہی ذہن بنا رہے ہیں کہ یہ جو یتیم کی کفالت ہے، یہ سب پرانے زمانے کی باتیں ہیں۔ آپ یتیم کی کفالت پہ سینکڑوں بیانات کر دیں، لیکن اب جو فیملی پلاننگ کی دعوت دے کر لوگوں کی ذہن سازی کی جارہی ہے، اس سے کوئی بھی یتیم کی کفالت کے لیے تیار نہیں ہوگا۔ لوگ تو اپنی اولاد پالنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو دوسرے کے بچوں کو پالنے کے لیے کہاں سے تیار ہوں گے؟ تو وہ کہہ رہی ہے کہ نہ دیور بچوں کو رکھنے کے لیے تیار ہیں اور نہ والدین رکھنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اتنی مشکل سے شادی کی تھی، اب اپنے گھر میں دوبارہ لائیں؟ اتنی ٹینشن کون پالے گا؟ اور اتنی مصیبت سے شادی اس لیے ہوتی ہے کہ شریعت پر عمل نہیں ہے، شادی کو معیوب سمجھا جاتا ہے۔ اب وہ کہہ رہی ہے کہ میں اپنی عزت کی حفاظت کروں، کیونکہ جوان عورت کو خود بھی شوہر کی ضرورت ہے، یا اپنی بیٹیوں کی محافظ بنوں؟ کیا کروں؟ تو آپ کا میڈیا یہ ذہن بنا رہا ہے۔ اب تو علماء کا بھی یہی ذہن ہے، سوائے چند ایک کے۔

اسلاف کا طرزِ عمل: یاد رکھو! یہ جو میڈیا کی باتیں ہیں، یہ آپ کو جہنم کی طرف لے جانے والی باتیں ہیں۔ آپ کا

فیملی سسٹم برباد ہو جائے گا۔ ہمارے اسلاف کے سینکڑوں کے واقعات ہیں کہ کسی کا جوان بھائی شہید ہو گیا یا کسی حادثے میں ہلاک ہو گیا تو دوسرا بھائی اس کی بیوی سے دوسری شادی کرتا ہے۔

اب ہونا یہ چاہیے کہ اس عورت کے تین چار دیور ہیں، وہ کہیں کہ کون ہے جو اپنی بھابھی سے دوسری شادی کرتا ہے؟ بتاؤ! کیا اس کے علاوہ اس کا کوئی اور حل ہے؟ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ اپنے بچے اپنے ہی گھر میں رہیں گے۔ بھتیجی ہے تو آپ اس کو اپنی اولاد سمجھو۔

چھوڑدو یہ فضول باتیں: میں نے ایسے واقعات بھی دیکھے ہیں کہ باپ جوانی میں فوت ہو گیا، بچوں کے چچا نے اپنی بھابھی سے شادی کی اور بچے اسی کو اپنا باپ سمجھ رہے ہیں، کیوں کہ وہ تو اپنا ہی خون ہے، لیکن لوگ نہ دوسری شادی کریں گے اور ساتھ ہی مولانا اشرف علی تھانویؒ کی مثال پیش کریں گے کہ انہوں نے فرمایا: عدل اتنا مشکل ہے کہ عدل کرنا ممکن نہیں ہے۔ خانقاہ والے ان نالائقوں کے سامنے عدل کی بات کر رہے ہیں اور یہ نہیں دیکھ رہے کہ اگر یہ شادی نہیں کرتا تو تم اس کو زنا پر مجبور کر رہے ہو اور اس کی بچیوں کو بھی زنا پر مجبور کر رہے ہو۔ چھوڑ دو یہ فضول باتیں! اگر کسی گھر میں عورت بیوہ ہوتی ہے تو اس کے دیوَروں اور جیٹھوں پر دباؤ ڈالو کہ یہ آپ کی عزت ہے، آپ اس سے نکاح کرو اور گھر میں رکھو۔ اگر پہلی بیوی بھاگتی ہے تو بھاگنے دو۔ سو دفعہ لعنت بھیجو اس پر۔ مجھے لوگ کہتے ہیں کہ پہلی بھاگ جائے گی۔ اگر بھاگ جائے گی تو بھاگنے دو، لعنت بھیجو اس پر اور بولو کہ میں اپنے بھائی کے یتیم بچوں کے لیے شریعت کو داؤ پر نہیں لگا سکتا۔ میں غیرت پر سودا نہیں کر سکتا۔ میرا بھائی جوانی میں فوت ہوا ہے۔ میں اس کی بیوہ سے شادی کروں گا، اس کے بچوں کو رکھوں گا، پہلی بیوی نے رہنا ہے تو رہے، طلاق چاہیے تو سو دفعہ طلاق دینے کے لیے تیار ہوں۔ کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ اگر گناہ ہو تو قیامت والے دن میرا گریبان آکر پکڑنا کہ آپ کے کہنے پر طلاق دی تھی۔ اس کے بغیر یہ خنّاس لوگوں کے دماغ سے نہیں نکلے گا۔ یہ ایک واقعہ نہیں ہے، خدا کی قسم! ہزاروں واقعات ہیں۔ سن سن کے تھک گیا ہوں۔ دماغ خراب ہونے لگتا ہے۔

اپنے خاندان سے مثال: میرے اپنے خاندان میں ایسی مثالیں ہیں۔ میرے خاندان میں ایک خاتون اٹھارہ (18) سال کی عمر میں بیوہ ہوئیں۔ وہ لڑکا میرا کزن ہے۔ دو سگے بھائی ہیں۔ دونوں کی نو عمری میں شادی ہوئی۔ باپ کے دو ہی بیٹے تھے تو اس نے کہا کہ میں جلدی سے شادی کر دوں۔ دونوں کی شادی ہوئی۔ ایک کو کمر کا کینسر ہو گیا۔ عمران خان کا جو کینسر کا ہسپتال ہے وہاں اس کا علاج ہوا، لیکن کامیاب نہیں ہوا اور انتقال ہو گیا۔ بہت خوبصورت لڑکا تھا، رشتے میں میرا کزن لگتا تھا۔ اس کی

تین بیٹیاں تھیں۔

بیٹیوں کا ریشو کیوں بڑھتا ہے؟: مسلسل بیٹیاں بھی کیوں ہوتی ہیں؟ یہ لڑکوں کی لالچ میں ہوتی ہیں، ورنہ مسلسل کسی کی بھی نہ ہوں۔ یہ بھی فیملی پلاننگ کا ایک عذاب ہے کہ بیٹوں کی لالچ میں بیٹیوں کا ریشو بڑھتا ہے۔ چھ چھ بیٹیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ جبکہ اگر کسی کے بیٹے ایک دو ہو گئے تو وہ سلسلہ روک دیتا ہے۔ اس کا نقصان یہ ہے کہ لڑکیوں کا گروتھ ریشو بڑھ رہا ہے اور لڑکوں کا نہیں بڑھ رہا۔ یہ باتیں آپ کو صرف مولویوں سے سننے کو ملیں گی، یونیورسٹیوں میں کوئی نہیں بتائے گا۔ جس خاندان کا یہ دماغ بن جائے کہ نسل روکنی ہے۔ اب بیٹا تو ہر ایک کو چاہیے۔ یہ تو انسان کی نیچر ہے۔ بیٹے کے بغیر انسان کا گزارہ نہیں ہے، کیوں کہ اس کو پتا ہے کہ میرا والی وارث بیٹا بنے گا، بڑھاپے میں میرا سہارا بیٹا بنے گا، مالی تعاون اور سب چیزیں بیٹے کرتے ہیں۔ تو اب یہ ہوتا ہے کہ کسی کے ایک دو بیٹے ہو گئے تو وہ نسل روک دے گا۔ چھ چھ، سات سات بیٹے نہیں ہونے دے گا (بچے دو ہی اچھے) اور اگر بیٹی ہو گئی تو بیٹے کی لالچ میں دوبارہ پیدا کرے گا اور پھر ہوتے ہوتے بعض لوگوں کی چھ چھ، سات سات بیٹیاں ہو جاتی ہیں۔ بیٹے چھ چھ، سات سات نہیں ہوتے۔

اب مجھے بتاؤ! جس معاشرے میں اس پر عمل ہو گا، اس میں جو نیچرل ریشو ہے جو قدرت کے ہاتھ میں ہوتا ہے تو قدرت اپنی مرضی سے پیدا کرتی ہے۔ اللہ فرماتے ہیں: إنا کل شئ خلقناہ بقدر[6]: ہم نے ہر چیز کو ایک اندازے سے پیدا کیا ہے۔ جب اللہ کے اندازے سے چیزیں پیدا ہوتی ہیں تو وہ صحیح ہوتی ہیں۔ انسان جب اللہ کے کاموں میں ٹانگ اڑاتا ہے تو نیچر اور فطرت متاثر ہوتی ہے۔ پھر وہ ریشو نیچرل نہیں رہتا۔ اب جو مرد اور عورتوں کی پیدائش کا ریشو ہے، وہ نیچرل نہیں ہے۔ انسان نے اس میں دخل اندازی کر کے اس ریشو کو بگاڑ دیا ہے۔

بالآخر مولوی کی طرف رجوع: ان ماہرانِ معیشت سے بولو کہ ان سوالات کے جوابات دیں۔ وہ نہیں دیں گے۔ بس اعتراضات کرتے رہتے ہیں کہ مولوی شادی شادی کرتا رہتا ہے اور جب انہی کے گھر میں حالات خراب ہوتے ہیں تو مولوی ہی کو فون کرتے ہیں کہ کیا کریں؟ بچے رُل رہے ہیں، کوئی پالنے والا نہیں ہے۔

اتنے مرد کہاں سے لائیں؟: عورت کا ریشو بڑھ رہا ہے اور پھر اس سے ان کی شادیوں کے مسائل ہوتے ہیں۔ مجھے

6:القمر:49

کتنی خواتین کہتی ہیں! کوئی رشتہ بتادیں۔ میں کہتا ہوں کہ بندے ہیں ہی نہیں تو کہاں سے بتائیں؟اللہ نے اتنے آدمی ہی نہیں پیدا کیے۔ آرڈر پر بنوائیں کیا آپ کے لیے؟

باپ بیٹی کی عزت کا محافظ ہے: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ میرے کزن کا انتقال ہو گیا۔اس واقعے کو کئی سال گزر چکے ہیں۔ وہ جو 18 سال میں بیوہ ہوئی تھی وہ بھی جوان لڑکی ہے۔ جنسی خواہش جس طرح مرد میں ہوتی ہے اسی طرح عورت میں بھی ہوتی ہے۔ اس واقعے کو تقریباً 14 یا 15 سال ہو گئے اور وہ اب تک بیٹھی ہوئی ہے۔ پندرہ سال سے ایک ہی گھر میں رہ رہی ہے۔ اس کو بھی ماں باپ نے کہہ دیا کہ یہاں آنے کی ضرورت نہیں، اُسی گھر میں رہو۔ گھر میں جوان دیوَر موجود ہے، لیکن وہ بھا بھی سے شادی نہیں کر رہا۔ اب اس کا نقصان یہ ہوگا کہ اس کی زندگی بھی برباد اور اس کی بیٹیوں کی زندگی بھی برباد۔ تین بچیوں والی عورت سے کون شادی کرے گا؟ پھر ان بچیوں کے لیے جہیز جمع کرنا، اُن کے لیے رشتے تلاش کرنا، وہ اپنی عزت کی حفاظت کرے یا اپنی بیٹیوں کی؟ بیٹی کی حفاظت تو باپ کرتا ہے، ماں تھوڑی کر سکتی ہے۔

بیٹی کی ذمہ داری باپ پر ہے: علماء نے لکھا ہے: میاں اور بیوی میں اگر علیحدگی ہو جائے اور ان کی بچی 9 سال کی ہے تو باپ کو دی جائے گی، ماں کو نہیں۔ باپ اگر نہیں لیتا تو زبردستی اس کو پکڑائی جائے گی۔ فقہاء کے الفاظ ہیں: لأن بالرجال من الغیرۃ ما لیس بالنساء[7]۔ یعنی: باپ بیٹی کے معاملے میں جتنا غیرت مند ہوتا ہے ماں اتنی نہیں ہوتی۔ کیوں کہ وہ جیسے جیسے جوان ہو رہی ہے، اس پر لالچی نگاہیں پڑیں گی۔ کوئی مِس کال دے رہا ہے، کوئی ڈیٹ مارنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ماؤں کو بے وقوف بنالیا جاتا ہے۔ باپ کو بنانا آسان نہیں ہے۔ وہ اس کی آنکھیں نکال دے گا جس نے اس کی بیٹی کی طرف نظر اٹھا کے دیکھی، کیوں کہ وہ اس کی عزت کا محافظ ہے۔

تمہارا بیڑا غرق ہو رہا ہے: کتنے ایسے واقعات ہیں! مجھے سنانا اچھا نہیں لگ رہا، لیکن میں اس لیے بات رہا ہوں کہ جو کبوتر ہوتا ہے، وہ بلی کو دیکھ کر آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ بلی بھی مجھے نہیں دیکھ رہی۔ اسی طرح ہم نے بھی آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ لڑکے کس طرح لڑکیوں کو بے وقوف بنا کے ان کی ویڈیوز بنا رہے ہیں! ان سے زنا کرتے ہیں، ان کی ویڈیوز بناتے ہیں، ان کو شادی کی لالچ دے کے ان سے چسکے لے کر چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ بہت ہو رہا ہے۔ باپ کو پتا ہی نہیں ہے، ماں کو پتا ہی نہیں ہے۔ سب کچھ ہو رہا ہے، کیوں کہ ان کو اتنا آزاد کر دیا کہ مردوں کے مزے بہت ہیں۔ عورت سمجھتی ہے کہ ہمیں

7:باب الولد من أحق بہ، کتاب الطلاق، العنایۃ:372/4

آزادی مل رہی ہے۔ تمہیں آزادی نہیں مل رہی، بلکہ مردوں کو آزادی مل رہی ہے۔ تمہارا بیڑا غرق ہو رہا ہے، تمہیں کوئی عزت کے ساتھ بیوی بنا کے گھر پر لانے کے لیے تیار نہیں ہے۔ کوئی بہت خوبصورت ہو، اس کی شادی ہوتی ہے۔ ذرا سا عیب ہو، عورت میں، مثلاً: قد چھوٹا رہ گیا، جسم تھوڑا سا بھاری ہے یا غریب زیادہ ہے تو ماں، باپ اور بیٹی ساری زندگی شادی کے لیے ترستے رہیں گے۔ ان کا کام یہی ہے: ہر وقت مولوی صاحب کو کہنا کہ دعا کر دیں، یہ کر دیں، وہ کر دیں، فُلاں بزرگ کے پاس چلے گئے، فُلاں کے پاس چلے گئے۔ میں کہتا ہوں کہ جن بزرگ کے پاس گئے ہیں، وہ بھی اپنی بیٹی کے لیے کسی اور بزرگ کے پاس گئے ہوتے ہیں۔

یتیم کی کفالت کا اجر: اب دیکھو! جوان دیوَر گھر میں موجود ہے۔ وہ اگر اپنی بھابھی سے دوسری شادی کرتا اور پہلی بیوی سے کہتا: رہنا ہے تو رہو، ورنہ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ میرے بھائی کی یتیم بیٹیاں ہیں۔ ان کی کفالت میرے ذمہ ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو ہاتھ کے نیچے جتنے بال آئیں گے، اتنی نیکیاں اس کو (ایک دفعہ ہاتھ پھیرنے سے) ملیں گی[8]، اور فرمایا: جس نے یتیم کی کفالت کی تو قیامت کے دن (جنت میں) وہ اور میں اس طرح ساتھ ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ہیں[9]۔

ساری ٹینشنیں عبادت ہیں: یہ سارے دلائل ایک طرف۔ دنیادار آدمی تو ایک شادی کا قائل نہیں ہے اور دین دار کا حال یہ ہے کہ خانقاہ میں جائیں گے تو وہ واقعات سنائیں گے کہ فلاں کو دیکھو! کبھی ٹماٹر لینے بھاگ رہا ہے، کبھی پیاز لینے بھاگ رہا ہے، کبھی جھگڑے ہو رہے ہیں اور حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی دوسری شادی کی تھی، پھر بعد میں پچھتائے۔ میرے بھائی! اس کا اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے۔ جھگڑے ہوں، لڑائیاں ہوں، آدمی یہ چیزیں برداشت کرے۔ شادی میں تو یہ سب چیزیں ہوتی ہیں۔ مزے میں تو اس کی زندگی ہے جو زنا کرتا ہے۔ نہ کوئی ٹینشن، نہ کوئی جھگڑا، چَسکے لیے اور چلا گیا۔ بس تھوڑے سے پیسے خرچ ہوئے۔ جیسے ہی بیوی آئے گی تو گھر میں کچھ تو ہو گا۔ حلال کا تو ٹیکس ادا کرنا پڑتا ہے بھائی! اس میں تو پریشانیاں ہیں۔ تبھی تو لوگ حلال پر آتے نہیں ہیں۔ حلال کما کر کھانا کتنا مشکل کام ہے! ایسے ہی حلال پر اکتفاء کرنا بھی مشکل کام ہے۔ عزت دار آدمی گھر میں بیوی لے کر آتا ہے۔ شادی کرنا پیغمبروں کی سنت ہے اور پیغمبروں نے بھی

8: عن بريدة الأسلمي، قال: قال رسول الله ﷺ: "من مسح رأس يتيم رحمة له وتحننا عليه كتب الله تبارك وتعالى بكل شعرة وقعت عليها يده حسنة. باب فی اليتمى، النفقة على العيال لابن أبی الدنيا، حديث: 614

9: عن سهل بن سعد قال: قال رسول الله ﷺ: "أنا وكافل اليتيم كهاتين في الجنة"، وأشار بالسبابة والوسطى. حديث أبی مالك سهل بن سعد الساعدی، مسند أحمد بن حنبل، حديث: 22820. باب فی من ضم اليتيم، أبواب النوم، سنن أبی داود، حديث: 5150.

شادیوں کی ٹینشنیں اٹھائی ہیں۔

انبیاءؑ کو شادی کی وجہ سے پریشانیاں: آپ ﷺ اپنی بیویوں سے اتنا پریشان ہو جاتے تھے کہ ایک مرتبہ ایک مہینے کے لیے گھر سے غائب ہو گئے تھے۔ حالانکہ وہ ازواج مطہرات تھیں، سب سے پاکیزہ عورتیں تھیں، لیکن بیوی تو پھر بیوی ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ اتنا تنگ آ گئے کہ قسم اٹھائی: خدا کی قسم! ان میں سے کسی ایک کے قریب بھی نہیں آؤں گا اور ایک مہینے کے لیے بستر اٹھا کر چلے گئے۔ پیغمبر جن کی برداشت کی طاقت ہم سے زیادہ تھی۔ 29 دن بعد واپس آئے۔ صحابہ نے کہا: ابھی تو 29 دن ہوئے ہیں اور آپ نے ایک مہینے کا کہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 29 دن کا مہینہ ہے۔ جا کر چاند دیکھ لو[10]۔

ابراہیمؑ نے اپنی بیوی کی پریشانیاں اٹھائی ہیں۔ اولاد ہوئی تو پہلی بیوی (جن کا بچہ نہیں ہوا تھا) کو حسد ہو گیا کہ میرا بچہ نہیں ہوا اور ان کا بچہ ہو گیا۔ حالانکہ شادی بھی انہوں نے خود کرائی تھی۔

رہبانیت اللہ کو پسند نہیں: یہ ساری ٹینشنیں عبادت ہیں۔ ان پر ثواب ملتا ہے۔ ان کو چھوڑ کر خانقاہ میں چلے جانا اللہ کو پسند نہیں ہے، یہ رہبانیت ہے۔ خانقاہ میں رہنا چاہیے۔ میں خانقاہ کے خلاف نہیں ہوں، لیکن بیوی بچوں کی فکر سے آزاد ہو کر خانقاہ میں چلہ کاٹنے آ جانا۔ میں اس کے خلاف ہوں۔ راہب یہی کرتے تھے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنگل میں نکل گئے۔ نہ بیوی، نہ بچے، اور اللہ اللہ کر رہے ہیں۔

دوسری شادی کا رواج ڈالیں: انسان جب کسی عورت کو رکھتا ہے، اس کو پالتا ہے، اس کی ٹینشنیں اٹھاتا ہے، جھگڑے برداشت کرتا ہے، کیوں کہ وہ کسی کی بیٹی ہے تو اس پر اس کو اجر ملتا ہے۔ تو میرے بھائی! خدا نخواستہ اگر کسی گھر میں کوئی عورت بیوہ ہو جائے تو آپ اس سے شادی کا رواج ڈالیں، لوگوں کو اس کی ترغیب دیں۔

یہ ہے ہمارا معاشرہ: میں اپنے کزن کا واقعہ سنا رہا تھا کہ 15 سال ہو گئے۔ وہ بے چاری اب تک ایسے ہی ہے۔ جاب کر رہی ہے۔ اپنی تین بیٹیوں کے لیے جہیز بھی اکٹھا کر رہی ہے۔ کیا زندگی ہے اس جوان عورت کی جس کا شوہر نہ ہو! وہ بھی دین دار عورت ہے۔ اگر بے دین ہو گی تو منہ کالا کرنا شروع کر دے گی۔ یہ ہمارا معاشرہ ہے اور خانقاہوں میں بھی اس کے خلاف سخت الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ میں خانقاہ سے متنفر نہیں کر رہا، بلکہ ہمارے دین کے مرکز یہی ہیں۔ اپنے مرشد، اپنے شیخ

10: عن أنس، قال: آلى النبي ﷺ من نسائه شهرا في مشربة له، فمكث تسعا وعشرين ليلة ثم نزل، فقيل: يا رسول الله! أليس آليت على شهر؟ قال: "الشهر تسع وعشرون." باب الإيلاء، كتاب الطلاق، سنن النسائی، حدیث: 3456

سے جب دوسری شادی کے خلاف سنا کرو تو بدگمان نہ ہوا کرو، بلکہ یہ سوچا کرو کہ ان بے چاروں کو حالات کا علم کم ہے، اس لیے ایسا کہہ رہے ہیں، ورنہ جو مولوی دوسری شادی کے خلاف ہے اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اپنی بیٹی کے ساتھ جب ایسا ہوتا ہے کہ اس کو طلاق ہوگئی تو پھر دوسری پر دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ میں ایسے مولویوں کو جانتا ہوں۔

ایک مولوی صاحب کا واقعہ: ایک مولوی صاحب تیار نہیں ہوتے تھے۔ کہتے تھے: یہ اسلام میں ہے، مگر آج کے زمانے میں نہیں ہے۔ ان کی بیٹی کو طلاق ہو گئی۔ اس کا ایک بچہ بھی تھا، تو میرے پاس آ کے بیٹھے اور کہنے لگے: کوئی رشتہ ہے؟ میں نے ایک دو دوسری شادی والے رشتے بتائے تو کہنے لگے کہ دوسری شادی والے نہیں، سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا، عدل کیسے ہوگا؟ حکیم الامتؒ اتنی مشکل سے عدل کرتے تھے۔ پیمانے کے ذریعے سے درمیان سے تربوز کاٹتے تھے۔ میں نے کہا: وہ حکیم الامۃ کا تقویٰ تھا، شریعت میں ایسا نہیں ہے۔ میرے پاس بیٹھیں، میں آپ کو بتاتا ہوں۔ بڑے آرام سے عدل ہو سکتا ہے، اتنا مشکل کام نہیں ہے۔ وہ پھر بھی نہیں مانے۔ میں نے کہا: بٹھاؤ پھر لڑکی کو گھر پر۔ اگر کوئی کنوارہ مل گیا تو ٹھیک ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی کنوارہ مل جائے، لیکن پانچ چھ سال گزر گئے، کوئی ملا ہی نہیں۔ آج کل کنواریوں کو نہیں ملتے تو اس بے چاری کا تو بچہ ہے، اس کو کہاں سے ملے گا؟ کافی عرصے کے بعد فون آیا کہ یار! کوئی دوسری والا ہی بتا دو۔ میں نے کہا: اس وقت کرا رہا تھا، لیکن اب نہیں۔ انہوں نے کہا: اچھا ایک اور مولوی صاحب ہیں ان کو بتا دو۔ میں نے کہا: وہ بھی نہیں کر رہے۔ آ گئی نا عقل میں! ......وہ کہاں گئیں عقل کی باتیں؟......... جب خود ان پر گزرتی ہے تو سب سمجھ میں آجاتا ہے۔

دیوَر کی ذمہ داری: اس لیے میرے بھائی! میں یہ بتا رہا ہوں کہ اس کا رواج ڈالیں۔ گھر میں کسی کی بھابھی بیوہ ہو جائے تو دیوَروں اور جیٹھ کی ذمہ داری ہے کہ سب سے پہلے وہ نکاح کا پیغام بھیجیں، اپنے بچوں کو رُلنے سے بچانے کے لیے۔ یہ سمجھیں کہ یہ میرے بچے ہیں، ان کی کفالت میں کروں گا۔ پھر دیکھو! اللہ تمہارے مال میں کیسی برکت دیتا ہے! اگر غریب زیادہ بچوں کی وجہ سے ہو جاؤ، یعنی کسی کے بچے لے کر رکھ لیے ہوں اور تنخواہ میں گزارہ نہ ہو رہا ہو تو میرا گریبان آ کر پکڑنا اور بولنا کہ آپ نے کہا تھا کہ اپنے کسی بھائی کے بچے یا کسی یتیم کے بچے لے کر پالو تنخواہ میں گزارہ ہوگا، لیکن نہیں ہو رہا۔ دیکھو! اللہ تم پر کیسے مال کے وسائل کھولے گا! خرچ کرنے والے کو اللہ دیتا ہے۔ یہ یہودی کی دعوت ہے کہ اپنا مال سارا میں ہی کھا جاؤں۔ دوسروں کے بچے نہ پالو، ٹھیک ہے، لیکن یہ تو اپنا خون ہے۔

بیگم ! یہ نہیں ہو سکتا: ہاں ! میں ایسے لوگوں کو بھی جانتا ہوں کہ ان میں سے کسی کے بھائی کا کسی حادثے میں انتقال ہو گیا تو اس نے اپنی بھابھی سے شادی کی ہے اور عزت کے ساتھ اس کو گھر میں رکھا ہوا ہے۔ پہلی بیوی نے ہنگامہ کیا، جھگڑا کیا۔ اس نے بولا : بیگم ! یہ نہیں ہو سکتا۔ میں تمہیں بھی رکھوں گا اور اس کو بھی رکھوں گا۔ عزت کے ساتھ رہنا ہے تو رہو، ورنہ تشریف لے جاؤ۔ وہ تھوڑے دن کے لیے تشریف لے گئی، پھر واپس آ گئی۔ اگر نہیں بھی آئے تو آپ تھوڑی بھگا رہے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ اگر وہ بھاگ گئی تو یہ گناہ کس پر ہو گا؟ بھائی ! بھاگ وہ رہی ہے تو گناہ آپ پر کیوں ہو گا؟

معاشرے میں یہ رواج ڈالو: آپ ان کو الگ الگ گھر لے کر دے دو۔ کوشش یہ کرو کہ ایک ساتھ نہ رکھو، چھوٹا موٹا کرائے کا گھر لے لو، لیکن ہمارے معاشرے میں یہ رواج ڈالو۔ انتقال تو ہوں گے، آج ایک گھر میں ہو گا، کل دوسرے گھر میں ہو گا۔ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ جوان مرنا بند ہو جائیں۔ جوان بھی مرتے ہیں، بوڑھے بھی مرتے ہیں، ایکسیڈینٹ سے مرتے ہیں، ہارٹ اٹیک سے مرتے ہیں۔

مردوں میں موت کا ریشو عورتوں سے زیادہ: چالیس سال سے پہلے ہارٹ اٹیک ہو جائے تو بچتا نہیں ہے۔ پہلا اٹیک ہی آدمی کو لے ڈوبتا ہے اور یہاں تو ہارٹ اٹیک کے علاوہ اتنے اٹیک ہوتے ہیں انسان پر ! مچھر کا اٹیک الگ ہو رہا ہے، ٹرک کا اٹیک، بم کا اٹیک، میزائیلوں کے اٹیک اور پھر جب آدمی بیوی کی بات سنتا ہے تو اس کو ویسے ہی اٹیک ہو جاتا ہے۔ شادی شدہ آدمی کے مرنے کے چانسز کنوارے سے کئی گنا زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔ اس نے بیوی سے کوئی بات سنی اور دل پر لے گیا اور مر گیا، حالانکہ ایسی کوئی بات ہوئی نہیں ہوتی۔ دوستوں کی بات دل پر نہیں لیتا، لیکن جب اِدھر آیا تو دل پر لے گیا۔ لوگ مر رہے ہیں، جنازے نکل رہے ہیں۔ یہ باقاعدہ رپورٹ ہے کہ عورتیں کم مرتی ہیں اور مرد زیادہ مرتے ہیں۔ وجہ اس کی کچھ بھی ہو۔ وہ تو میں لطیفے سناتا ہوں، لیکن حقیقت یہی ہے کہ مردوں میں موت کا ریشو عورتوں سے بہت زیادہ ہے۔ جاؤ ! عباسی شہید ہسپتال کے باہر جا کر کھڑے ہو کر دیکھ لو ! کس کی لاشیں زیادہ نکل رہی ہیں ؟ 90 مرد ہوں گے اور 10 عورتیں ہوں گی۔ اتنے مرتے ہیں مرد ! ایکسیڈینٹ میں، موٹر سائیکل پر، لڑائی میں اور پتا نہیں حادثات میں کتنے مرتے ہیں ! خواتین کم مرتی ہیں اور یہ ہر مخلوق میں ہے کہ نَر میں موت کا ریشو زیادہ ہے۔ اللہ نے نظام ایسا بنایا ہے۔ تو اتنے مر رہے ہیں ! اتنے مر رہے ہیں !...... عورتوں پر بھی ترس کھاؤ بے چاریوں پر، ان کی اولادوں پر بھی ترس کھاؤ۔

مولوی لیس(MolviLess) مُلک: میں جو اصل بات آپ سے عرض کر رہا تھا یہی بتا رہا تھا : اللہ کو ماننا

پڑے گا تو پیغمبروں کو ماننا پڑے گا، پیغمبروں کو ماننا پڑے گا تو مولویوں کو بھی ماننا پرے گا۔ پھر مولویوں کی باتیں سننی بھی پڑیں گی۔ مولوی پھر آپ کے سامنے اسی قسم کی ٹیکنکل باتیں کرتے ہیں (بے پردگی کے خلاف، سود کے خلاف)۔ یورپ چلے جاؤ! وہاں جس طرح چاہو تجارت کرو۔ وہاں مولوی نہیں ہے۔ وہ مولوی لیس ملک ہے۔ ہر چیز میں ہوتا ہے کہ یہ کلر لیس ہے، یہ کولسٹرول فری ہے تو یورپ مولوی فری ہے۔ لہذا وہاں نائٹ کلب بھی ہیں۔ ننگے ناچو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ زنا جتنا مرضی کرو، کوئی اعتراض کرنے والا نہیں ہے۔ یہاں کروگے، جمعہ کو مولوی صاحب کی تقریر سنوگے تو تھوڑے سے شرمندہ ہو جاوگے اور بولوگے کہ یہ جو میں نے کیا، غلط ہوا۔ پھر وہ مزہ نہیں آئے گا جو پہلے آیا تھا۔ تھوڑا سا کرے گا، پھر بولے گا کہ ایسا نہ ہو اوپر سے چھت گر جائے۔ اس دن مولوی صاحب نے ڈرایا تھا، زمین نہ پھٹ جائے کہیں۔ اگرچہ ممکن ہے کہ وہ مولوی صاحب خود بھی صحیح نہ ہوں، لیکن بے چارہ بیان تو کر رہا ہے، خود بھی ڈر رہا ہے، سننے والے بھی ڈر رہے ہیں۔ وہ مزے نہیں ہیں جو یورپ کے انگریزوں کے ہوتے ہیں۔

ڈر کا ماحول: یہ ڈر کا جو ماحول ہے، یہ مولوی پیدا کر رہے ہیں۔ خود بھی ڈر رہے ہیں اور دوسروں کو بھی ڈرا رہے ہیں۔ گناہ نہ بھی چھوٹیں تو کم از کم مسلمان اتنے مزے سے گناہ نہیں کرتا، جتنے مزے سے گورا گناہ کرتا ہے۔

سود کا مسئلہ: میرے بھائی! پھر سودی تجارت کا مسئلہ ہوگا۔ میرے پاس فون آتے ہیں: انٹرنیٹ پر کتنے کاروبار چل رہے ہیں! اور سونے کا جو کاروبار چل رہا ہے کہ بس ایک بٹن کلِک کرنے کی دیر ہے، آپ کے اکاؤنٹ میں اتنا سونا آجاتا ہے۔ آتا واتا کچھ نہیں ہے، بس فرض کر لیتے ہیں۔ پھر آگے اس سے کروڑوں روپے کماتے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب کہتے ہیں: یہ جوا ہے، یہ حرام ہے، یہ جائز نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لاتَبِع مالیس عندک[11]: جب تک کوئی چیز تمہارے قبضے میں نہ آجائے اس وقت تک تمہیں اسے بیچنے کی اجازت نہیں ہے۔

قبضے کا مطلب: آپ کے اکاؤنٹ میں یا آپ کی جیب میں حسی طور پر آجائے۔ جب تک نہیں آئے گی تو آپ اس کو بیچ نہیں سکتے، ورنہ پلس (+) مائنس (-) کرتے رہوگے۔ جسے فارورڈ سیل، فیوچر سیل کہتے ہیں۔ اس میں آدمی بیٹھے بیٹھے کروڑوں روپے کما لیتا ہے۔ اس کی اجازت نہیں ہے۔

11: یوسف بن ماھک عن حکیم بن حزام، المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث: 3102. مسند المکیین، مسند أحمد، حدیث: 15315. کتاب البیوع، مصنف عبدالرزاق الصنعانی، حدیث: 14212. باب ماجاء فی کراھیة بیع مالیس عندک، أبواب البیوع، سنن الترمذی، حدیث: 1232. باب فی الرجل یبیع مالیس عنده، أبواب الإجارة، سنن أبی داود، حدیث: 3503.

لوگ کہتے ہیں: ہم پاگل ہیں کہ سونا اٹھا کر لائیں، پھر جیب میں ڈالیں، پھر آگے کسی کو بیچیں! اس سے تو پسینہ بہے گا۔ تو اللہ یہی تو چاہتے ہیں کہ تمہارا تھوڑا سا پسینہ نکلے۔

نقصان اِنویسٹر کا ہو گا: پھر سود میں یہ ہوتا ہے کہ آپ کسی کو پیسے دے کر آرام سے آلتی پالتی مار کر گھر میں بیٹھ جائیں کہ میں نے پیسہ جمع کرا دیا۔ ہر مہینے مجھے اتنا ملتا رہے گا، چاہے اس کو فائدہ ہو یا نقصان ہو۔ مولوی صاحب یہاں کباب میں ہڈی بن کر آجاتے ہیں اور بولتے ہیں: جو پیسہ تم نے اس کو دیا ہے وہ اگر ڈوب گیا تو تمہارا نقصان ہو گا، اس کا نہیں ہو گا۔ وہ بولے: یار! یہ تو عجیب سی بات ہو گئی۔ اللہ میاں کہتے ہیں: ایک تو پیسہ ہے تمہارے پاس، اس کے پاس پیسہ نہیں ہے، غریب ہے تو تمہارے پاس آیا ہے۔ اگر اس کا نقصان ہوا تو وہ کہاں سے بھرے گا؟ وہ تو پہلے ہی غریب ہے۔ نقصان انویسٹر کا ہونا چاہیے اور انویسٹر ہمیشہ چاہتا ہے کہ میں پیسے سے پیسہ چھاپوں، مجھے نقصان نہ ہو۔ یہ اللہ نے قانون بنایا ہے۔ اگر انسان بناتا تو وہ انویسٹر کا نفع دیکھتا، کیوں کہ انویسٹر ہی قانون بناتے ہیں، جن کے پاس دولت ہے۔ غریب تھوڑی قانون بناتے ہیں!

اللہ کا قانون غریبوں کے لیے: انسانوں میں یورپ والوں نے قانون بنایا اور ان کے جو سرمایہ دار اور دولت مند تھے، ان کے مفاد کو سامنے رکھ کے بنایا ہے، غریبوں کا مفاد نہیں دیکھا۔ اللہ نے قانون غریبوں کو دیکھ کر بنایا ہے۔ غریب کی صرف محنت ضائع ہو گی، اس کا پیسہ ضائع نہیں ہو گا، پیسہ جس کے پاس ہے اسی کا ضائع ہو گا، کیوں کہ اس کی ریکوری ہو جائے گی، وہ سارا پیسہ نہیں دے رہا ہے۔ اس نے 1520 جگہ اور بھی تو لگایا ہے۔

سود کھانے والے کی معاشرے میں حالت: اب یہاں انویسٹر کے کباب میں ہڈی کون بنتا ہے؟ مولوی.........جمعہ کو مولوی صاحب تقریر کر دیں گے: سود حرام ہے۔ سارے مینیجر بیٹھے ہوں گے اور بغلیں جھانک رہے ہوں گے کہ سننے کیا آئے تھے اور یہاں تو ہمیں ہی لَتاڑ نا شروع کر دیا۔ پھر ہے تو مسلمان، گھر جا کر تھوڑی شرمندگی ہو گی۔ بیوی طعنے دے گی کہ سود کھاتے ہو۔ ہر جگہ طعنے ملیں گے۔ کوئی دعوت سے ہاتھ کھینچ رہا ہے کہ میں تو آپ کی چائے نہیں پیتا، کیوں کہ میں نے علماء سے سنا ہے کہ جو بینک میں جاب کرتا ہے اس کی چائے بھی حرام ہے۔ یہ بے چارہ وہاں بینک میں جاتا ہے تو "یَس سَر! یَس سَر!" کرتا ہے اور یہاں کوئی چائے پینے کے لیے تیار نہیں ہے کہ آپ کی کمائی حرام آمدن کی ہے۔ یہ بے چارہ ذلیل، شرمندہ سا ہو جاتا ہے۔ اس کو عجیب سا محسوس ہوتا ہے۔

پبلک اور میڈیا کی چالیں: پھر دنیاداروں نے یہ حل سوچا کہ اسٹیٹ کو مولوی فری بناؤ۔ جیسے: فُلاں چیز کولسٹرول فری ہونی چاہیے۔ تو یہ ریاست مولوی فری ہونی چاہیے۔ مولوی لیس بھی کہہ سکتے ہیں، مولوی فری بھی کہ سکتے ہیں۔ اس کے مختلف نام ہیں۔ مولویوں کو ختم کرو۔ اب چونکہ مولوی اتنے سارے ہیں کہ ختم ہی نہیں ہوتے، لہذا علماء کو میڈیا پر ذلیل کرنے کے پروگرام چل رہے ہیں۔ یہ بات میں آپ کو بتادوں: میں سیاسی آدمی نہیں ہوں۔ نہ میں مولانا فضل الرحمن صاحب کی بہت تعریفیں کرتا ہوں، میرے بیان میں کبھی نام بھی نہیں آیا، لیکن میڈیا اور عوام مولانا فضل الرحمن کی جو برائیاں بیان کرتی ہے، وہ ان میں ہیں نہیں۔ جو خامیاں ہم سمجھتے ہیں وہ تو ٹھیک ہیں، لیکن پبلک جو ان کے خلاف بولتی ہے وہ صرف ان کے مولوی ہونے کی وجہ سے بولتی ہے۔ پبلک نے جس کو رہبر بنایا ہوگا اس میں ان سے سو(100) گنا زیادہ خرابیاں ہوں گی۔ لیکن چونکہ وہ مولوی ہیں اور جماعت اسلامی کو بھی اس میں شامل کرلو۔ ہے تو وہ بھی دین دار لوگوں کی جماعت۔ اسلام کی طرف نسبت ہے، تو جماعت اسلامی کی مخالفت بھی جو لوگ کرتے ہیں وہ اخلاص سے نہیں کرتے، بلکہ مذہبی ہونے کی وجہ سے کرتے ہیں۔ اگر وہ اخلاص کے ساتھ ان کی خامیاں ہائی لائٹ کریں تو ہم ان کی بات سنیں بھی، لیکن میں نے اکثر عوام میں دیکھا ہے کہ جو عیب بیان کیے جاتے ہیں، وہ عیب حقیقت میں عیب ہیں نہیں، وہ جائز سیاست کا حصہ ہیں۔ کچھ عیب ہیں، لیکن یہ وہ عیب نہیں ہیں جو لوگ بتاتے ہیں۔

یہ ذہن بنایا کس نے؟ میڈیا نے۔ علماء کے خلاف، مولوی کے خلاف، بس ایک تبلیغی جماعت رہ گئی ہے جس کا مذاق نہیں اڑایا جارہا۔ وہ اس لیے کہ یہ کسی کے کام میں ذرا بھی دخل اندازی نہیں کرتے، ورنہ میڈیا کو ذرا سا موقع ملے تو ان پر بھی لطیفے بنانا شروع کردیں، لیکن انہوں نے کوئی ایسا موقع چھوڑا ہی نہیں ہے۔ بس اخلاص کے ساتھ اللہ کے کام میں لگے ہوئے ہیں۔

مقصد، اللہ کے وجود کی نفی: میں نے بتایا: یہ سب اس وجہ سے ہے کہ جہاں مذہب کے خلاف تحریکیں چلی ہیں وہ چلی ہی اس بنیاد پر ہیں کہ اللہ کے وجود کی نفی کی جائے، کیوں کہ اللہ کو مان کر یہ سارے مسائل کھڑے ہوتے ہیں۔ اللہ کے وجود کی نفی کے لیے یہ سارے فلسفے گھڑے گئے۔ ان میں ڈارون کا فلسفہ سب سے مقبول ہوا کہ سب کچھ اتفاق سے ہوگیا، کوئی اللہ نہیں ہے، سب ایسے ہی ہوگیا۔ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے کیسے ہوسکتا ہے؟ أم خلقوا من غیر شئ أم ھم الخالقون[12]: کیا خود سے بن گئے؟ اللہ تعالی نے اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ بعض دفعہ جواب اتنا واضح ہوتا ہے کہ دینے کی ضرورت ہوتی نہیں ہے۔ تو

12:الطور:35

اللہ فرماتے ہیں: کیا خود سے ہی وجود میں آ گئے ہو؟ یقیناً ضمیر کہتا ہے کہ نہیں! ایک پنکھا ہوا کے بغیر خود بخود گھوم نہیں سکتا۔ کیا آپ نے دیکھا ہے کہ دنیا میں خود بخود کوئی کام ہوا ہے؟ خود بخود ٹرک چل رہا ہو، خود بخود بریک لگ رہی ہو، خود بخود لقمہ منہ میں جا رہا ہو؟ ایک شیشہ خود نہیں بنتا، شیشے کے لینس آنکھوں میں اپنی جگہ فٹ ہو گئے، پورا کیمرہ وجود میں آ گیا، 360 میگا پکسل کیمرہ وجود میں آ گیا اور اپنی جگہ فٹ ہو گیا۔ آنکھ لگ گئی، ناک لگ گئی، کان لگ گئے، آنتیں آ گئیں، سارا سسٹم بن گیا، جوان ہو گیا، شادی ہو گئی، اس کی اولاد ہوئی، ساس سسر اور پورا خاندان۔ فرمایا: خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصہراً[13]: اللہ وہ ذات ہے جس نے پانی کی بوند سے بنایا اور ایسی عزت دی کہ جب پیدا ہوا تو دو خاندان (ددھیال اور ننھیال) اور جب شادی ہوئی تو تیسرا خاندان (سسرال)۔ تین خاندانوں کے درمیان اس پانی کی بوند کو عزت ملی۔ یہ سارا نظام خود بخود ہو گیا کیا؟ فرمایا: أم خلقوا من غیر شئ أم ھم الخالقون: کیا تم خود بخود بن گئے یا تم نے خود اپنے آپ کو بنایا ہے؟ ظاہر ہے ہم نے تو بنایا ہی نہیں، کیوں کہ جب ہم تھے ہی نہیں تو بنا کیسے سکتے ہیں؟ جواب ایک ہی ہے کہ کوئی ہے جس نے ہمیں بنایا ہے اور وہ وہی ذات (اللہ) ہے۔ لہذا جب اس کو مانو گے تو پیغمبروں کی، علماء کی بھی ماننی پڑے گی اور یہ بھی ماننا پڑے گا کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندگی ہے اور اللہ نے بتا دیا کہ میں نے پہلی مرتبہ اس لیے بنایا، تاکہ میری دوسری مرتبہ بنانے کی قدرت پر یقین آ جائے، دوسری مرتبہ بنانا تمہاری سمجھ میں آ جائے۔ یہ نہ کہو کہ یہ نہیں ہو سکتا، بلکہ تم یہ کہو کہ ہو سکتا ہے۔ جس نے یہ کر دیا تو وہ وہ کیوں نہیں کر سکتا؟ اور فرمایا: پہلی مرتبہ بنایا اپنی طاقت کے اظہار کے لیے، دوسری مرتبہ بناؤں گا تمہارا کیا دھرا دکھانے کے لیے۔

خوش قسمت انسان: میرے بھائی! خوش قسمت انسان وہ ہے جو اس زندگی میں اپنے اعمال اتنے اچھے کر لے کہ کل جب اپنا رزلٹ دیکھے اور نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں ملے تو خوشی سے چیخے۔ جس کو دائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال ملے گا وہ خوشی سے چیخے گا، بھاگے گا اور کہے گا کہ لوگو! میرا نامۂ اعمال پڑھو! مجھے جنت کی ضمانت مل گئی۔ جس کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا وہ سامنے سے نہیں لے گا، اس کو اتنی نفرت ہو گی کہ پیٹھ کے پیچھے سے وصول کرے گا۔

روزِ قیامت منکرین کی حسرتیں: کسی کی رپورٹ کارڈ بالکل خراب ہو اور اس کو پتا ہے کہ میں ناکام ہو گیا ہوں تو وہ منہ ادھر کر کے نفرت سے اس کو لے گا۔ تو اللہ فرماتے ہیں: کافر کہے گا: يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُوْتَ كِتٰبِيَهْ[14]: کاش! مجھے یہ اعمال نامہ مجھے نہ

13: الفرقان: 54
14: الحآقۃ: 25

دیا جاتا۔ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا[15] : کاش! میں مر کر ہمیشہ کے لیے فنا ہو جاتا، مجھے دوبارہ زندگی نہ ملتی۔

خوش قسمت شخص: خوش قسمت وہ شخص ہے جو گناہوں سے بچتا ہے اور اگر کبھی گناہ ہو جائے تو اس سے فوراً توبہ کر لیتا ہے، اپنے اعمال کو درست کر لیتا ہے اور سیدھے اعمال کرتا ہے۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ[16] : جسے سچی توبہ کی توفیق مل جائے وہ ایسے ہے جیسے اس سے کبھی گناہ ہوا ہی نہیں ہے۔ اللہ کی رحمت کتنی بڑی ہے! جو اچھے کام میں لگ گیا وہ کامیاب ہے اور جو نہیں لگا تو کچھ بھی کر لو میرے بھائی! یہ تو پھر دنیا ہے، چاند پر بھی پہنچ جاؤ، بالآخر جانا تو زمین میں ہے۔ سب کا انجام وہی ہے، اس سے روک نہیں سکتے۔

اللہ تعالی مجھے بھی نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو بھی۔ موت سے پہلے ہم سب کو موت کی تیاری توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

سبحانک اللھم وبحمدک نشھد أن لا الہ إلا أنت نستغفرک ونتوب إلیک

15: النبأ: 40

16: معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، شعب الإیمان للبیھقی، حدیث: 6799. باب ذکر التوبۃ، کتاب الزھد، سنن ابن ماجۃ، حدیث: 4250.